www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تذکرۃ المشاہیر

ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر ☆

امام مالکؒ (امام دارِ ہجرت) اور الموطأ

نام ونسب

مالک نام، کنیت ابو عبداللہ، إمام دار الهجرة لقب اور باپ کا نام انس تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے:

مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن غیلان بن خشد بن عمرو بن الحارث [1]

بلاشک آپؒ دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) کے امام، شیخ الاسلام اور کبار ائمہ میں سے ہیں۔ آپ حجازِ مقدس میں حدیث اور فقہ کے امام مانے جاتے تھے۔ امام شافعیؒ نے ان سے علم حاصل کیا اور امام ابو حنیفہؒ بھی آپ کی مجالس علمی میں شریک ہوتے رہے۔

پیدائش ووفات

آپ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے لیکن امام ابو زہرہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ صحیح تاریخ پیدائش ۹۳ھ ہے۔ آپؒ کا مقام پیدائش مدینۃ النبی ہی ہے۔ [2]

آپؒ ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہی فوت ہوئے، چھیاسی سال کی عمر پائی۔ ۱۱۷ھ میں مسند درس پر قدم رکھا اور باسٹھ برس تک علم ودین کی خدمت انجام دی۔ امامؒ کا جسدِ مبارک جنت البقیع میں مدفون ہے۔ [3]

امام مالکؒ کا مقام

آپؒ امام المحدثین بھی ہیں اور رئیس الفقہاء بھی [4] ...... امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے:

إذا جاء الأثر فمالك النجم [5] "جب کوئی حدیث امام مالکؒ کی روایت سے پہنچے، اسے مضبوطی سے پکڑو کیونکہ وہ علم حدیث کے درخشاں ستارے ہیں۔"

عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کا قول ہے:

"روئے زمین پر امام مالک سے بڑھ کر حدیث نبویؐ کا کوئی امانت دار نہیں" [6]

امام نسائیؒ نے فرمایا: "ما عندي بعد التابعين أنبل من مالك، ولا أجلّ منه، ولا أوثق ولا آمن على الحديث منه" [7]

☆ پروفیسر شعبۂ اسلامیات، شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی ...... فاضل مدینہ منورہ یونیورسٹی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میرے نزدیک تابعین کے بعد امام مالک سے زیادہ دانشور اور حدیث کے معاملے میں زیادہ ثقہ اور امانتدار کوئی نہیں ہے"

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے تھے: "جماع الامة علی أمانته وورعه و فقهه وانه الثبت فی دین الله"[۸] ...... "امت کا آپ کی امانت، للّٰہیت اور فقاہت پر اجماع ہے اور امام مالک اللہ کے دین میں حجت ہیں"

امام شافعیؒ کا ارشاد ہے: "امام مالکؒ کو جب حدیث کے کسی ٹکڑے میں شک پڑ جاتا تھا تو پوری کی پوری حدیث رد کر دیتے تھے"[۹] امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے: "مالك حجة الله تعالىٰ علی خلقه بعد التابعین"[۱۰] یعنی تابعین کے بعد امام مالکؒ بندوں کے لیے اللہ کی سب سے بڑی حجت ہیں۔ امام شافعیؒ کا یہ بھی فرمان ہے: "من أراد الحدیث فهو عیال علی مالك"[۱۱] امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے: "ما أفتیت حتی شهد لی سبعون انی أهل لذلك"[۱۲] یعنی "میں نے فتویٰ دینا شروع نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مدینہ کے ستر فقہا نے اس کی شہادت دی کہ میں فتویٰ دے سکتا ہوں۔"

امام ذہبیؒ کا بیان ہے کہ "پانچ باتیں جس طرح امام مالکؒ کے حق میں جمع ہو گئی ہیں، میرے علم میں کسی اور شخص میں جمع نہیں ہوئیں: (۱) اس قدر دراز عمر اور ایسی عالی سند (۲) آپ کے حجت اور صحیح الروایہ ہونے پر ائمہ کا اتفاق (۳) ایسا عمدہ فہم اور اتنا وسیع علم (۴) آپ کی عدالت، اتباعِ سنت اور دین داری پر محدثین کا اتفاق (۵) فقہ و فتاوی میں آپ کی مسلمہ مہارت"[۱۳]

اساتذہ

امام مالکؒ کے اساتذہ بہت زیادہ ہیں، ان میں زیادہ معروف نافع مولی ابن عمر، زہری، ابوالزناد، عبدالرحمٰن بن قاسم، ایوب سختیانی اور ثور بن زید وغیرہ ہیں۔ آپ نے صرف موطا میں جن شیوخ سے روایت کی ہے، ان کی تعداد پچانوے ہیں۔ یہ سب اساتذہ مدنی ہیں۔ موطأ کے علاوہ باقی اساتذہ کی تعداد نو صد (۹۰۰) ہے۔[۱۴]

تلامذہ

امام مالکؒ سے روایت کرنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابن کثیر کے مطابق "حدث عنه خلق من الائمة"[۱۵] "ائمہ میں سے ایک جم غفیر نے آپ سے شرفِ تلمذ کیا" حافظ ذہبی کے مطابق "حدث عنه امم لایکادون یحصون"[۱۶] یعنی امام صاحب سے اتنے لوگوں نے روایت کی ہے جن کا شمار تقریباً ناممکن ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں کی تعداد تیرہ سو سے زائد بتائی گئی ہے۔[۱۷] امام محمدؒ، امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔[۱۸]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اخلاق و عادات

امام مالکؒ آں حضرت ﷺ کا بے حد ادب کرتے تھے، جب نامِ مبارک زبان پر آتا، چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا[۱۹] ابو نعیمؒ نے حلیة الأولیاء میں خود امام مالک سے روایت کی ہے کہ ہارون الرشید نے چاہا کہ موطأ کو خانہ کعبہ میں آویزاں کیا جائے اور تمام مسلمانوں کو فقہی احکام میں اس کی پیروی پر مجبور کیا جائے۔ لیکن امام صاحبؒ نے جواب دیا:

"لا تفعل، فان أصحاب رسول الله ﷺ اختلفوا في الفروع وتفرقوا في البلدان وكل مصيب فقال :وفّقك الله يا أبا عبد الله "

"ایسا نہ کریں! ...... خود صحابہؓ فروع میں اختلاف کرتے تھے اور وہ ممالک میں پھیل چکے ہیں[۲۰] اور ان میں سے ہر شخص حق پر ہے (یا درست راہ پر ہے) تو ہارون رشید نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے، اے ابو عبداللہ!"

امام مالکؒ کی بے تعصبی و بے نفسی، بلکہ عالی ظرفی اور رواداری سے ہمیں بھی سبق سیکھنا چاہیے۔

مقامِ عزیمت و استقامت

امام مالک ان اربابِ صدق و صفا میں سے تھے جنہیں کوئی طاقت حق گوئی سے نہیں روک سکتی تھی۔ منصور عباسی کے زمانے میں امام مالکؒ نے فتویٰ دیا کہ جبری طلاق (طلاقِ مکرہ) یعنی لیس علی مستکرہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ گورنرِ مدینہ کو اندیشہ دامن گیر ہوا کہ اس فتویٰ کی زد، ابو جعفر منصور کی بیعت پر پڑے گی، جس نے جبراً اپنی رعیت سے بیعت لی تھی۔ اس نے امام ممدوح کو دارُالامارت میں طلب کیا اور آپ کی رفعت شان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ستر کوڑے لگوائے، مشکیں اس زور سے کس دی گئیں کہ ہاتھ بازو سے جدا ہو گیا، لیکن اس تکلیف و کرب کے عالم میں آپ اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو گئے (جس پر آپ کو تذلیل و تشہیر کے لیے سوار کرایا گیا تھا) اور بلند آواز سے پکارتے بھی جاتے تھے کہ

"جو مجھ کو جانتا ہے، وہ جانتا ہے، جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ مالک بن انس ہوں، فتویٰ دیتا ہوں کہ طلاقِ جبری (مکرہ) درست نہیں"

اس واقعہ سے ان کی عزت و عظمت گھٹنے کی بجائے بڑھ گئی۔ تازیانوں کی ضربات سے شان کا رعب، داب اور جلال و جمال دو چند ہو گیا۔ امام ممدوح نے بعد میں گورنر کے معافی طلب کرنے پر فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے معاف کر دیا۔[۲۱]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طریق فتویٰ واجتہاد

۱۔ امام مالکؒ اپنے اجتہاد میں قرآن کریم کے بعد احادیثِ نبوی پر اعتماد کرتے تھے جس حدیث کی سند کو صحیح سمجھتے، اسی سے مسائل کا استنباط کرتے۔

۲۔ امام مالکؒ اہل مدینہ کے تعامل کو یعنی جس حدیث پر فقہائے مدینہ کا عمل اور اتفاق ہو خصوصی اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں۔

۳۔ پھر اقوالِ صحابہ کی طرف بھی رجوع کرتے ہیں۔

۴۔ نص کی عدم موجودگی میں قیاس سے کام لیتے۔ کبھی کبھار مصالح مرسلہ (مصلحتِ عامہ) کے اصول کے ذریعہ اجتہاد کرتے، جن کا مقصد معاشرتی مفاسد کو دور کر کے شرعی مقاصد کی حفاظت کرنا ہے۔[۲۲]

موطأ اور اس نام کی مناسبت

اس کا زمانہ تصنیف خلیفہ منصور کے زمانہ ۱۳۶ھ سے شروع ہوتا ہے اور خلیفہ مہدی کے زمانہ ۱۵۸ھ میں کتاب کی شکل میں متداول ہوا۔

موطا کی تصنیف کا تعلق اس زمانے کے مسلمانوں کی اجتماعی اور سیاسی زندگی سے ہے، وسیع اسلامی سلطنت کے اطراف واکناف میں قاضی اور مفتی جو شرعی احکام نافذ کرتے، ان میں اختلاف پایا جاتا تھا اور اس زمانے کے اہل سیاست یہ سمجھتے تھے کہ فیصلوں میں استحکام نہیں، اس بنا پر وہ چاہتے تھے کہ خلیفہ ایک جامع الاحکام کتاب مقرر کردے جس کے مطابق سارے مقدمات کے فیصلے کیے جائیں اور اس کے خلاف فیصلہ کرنے کا امتناعی حکم جاری کردے۔[۲۳]

موطأ کے بارے میں امام مالکؒ خود فرماتے ہیں:

> "میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، صحابہؓ کے اقوال ہیں پھر تابعین کے، اور رائے یعنی اجماع اہل مدینہ ہے، میں ان سے باہر نہیں نکلا"[۲۴]

امام مالکؒ نے موطأ کو فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے۔ انہوں نے صرف احادیث مرفوعہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس میں اقوالِ صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو بھی جمع کر دیا۔

اسلوبِ موطأ

امام مالکؒ اس کے اندر باب کا موضوع بیان کرتے ہیں، اس کے مطابق حدیث درج کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اقوالِ صحابہ، تابعین اور اکثر مواقع پر عمل اہل مدینہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ بعض

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دفعہ ذاتی طور پر فقہی آرا پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً آپ کا یہ فتویٰ:

"امام مالک سے پوچھا گیا اگر حائضہ عورت کو طہر کے وقت پانی میسر نہ ہو تو کیا وہ تیمم کرے؟ آپؒ نے فرمایا: ہاں اس کی مثال جنبی کی طرح ہے، اگر پانی میسر نہ ہو"(۲۵)

موطأ کے لغوی معنی "روندا ہوا"، "تیار کیا ہوا" اور "نرم اور سہل بنایا ہوا" ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے مطابق "موطأ کے معنی روندے ہوئے، چلے ہوئے کے ہیں جس طرف عام ائمہ، علماء اور اکابر چلے ہوں اور سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اتفاق بھی کیا ہو"(۲۶)

مدینہ منورہ میں نقدِ حدیث اور علم رجال میں امام مالکؒ کو حجت و سند تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دس ہزار احادیث کے ذخیرے میں سے انہوں نے اپنی کتاب "موطأ" کی حدیثیں منتخب کیں۔ اور پھر ہر سال نقد و جرح کی کسوٹی پر پرکھتے رہے اور بالآخر موجودہ انتخابِ موطأ پر نظر ٹھہری۔

امام مالک نے فرمایا کہ چار قسم کے آدمیوں کی روایت قبول نہ کرو:

"(ا) ایسے احمق سے جسکی حماقت واضح ہو (ب) جھوٹے شخص کی روایت (ج) ہوا وہوس کا بندہ (د) ایسے عبادت گزار بوڑھے انسان کی روایت جس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے۔"(۲۷)

لہٰذا امام مالکؒ صرف اسی بات پر اکتفا نہ کرتے تھے کہ راوی عادل ہے، یاد رکھنے والا ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ راوی جو کچھ بیان کرتا ہے، اس کا وزن اور اس کی حیثیت سے بھی باخبر ہو جس سے وہ بیان کرتا ہے۔ اسی طرح امام مالکؒ نے بہت سے متقی پرہیزگار لوگوں سے روایت نہیں کی، اس لیے کہ وہ ضابط نہیں تھے۔ امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ آپ اہل عراق سے حدیث کیوں نہیں لیتے؟

کہا: "اس لیے(۲۸) کہ جب وہ ہمارے شہر آتے ہیں تو میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ غیر ثقہ سے بھی حدیث لے لیتے ہیں، تو میں نے سوچا یہی حال ان کا اپنے شہر میں ہو گا۔"(۲۹)

امام مالک بہ حیثیتِ فقیہ

یہ ظاہر ہے کہ امام مالکؒ کے زمانے میں بلکہ دوسری صدی ہجری کی تین چوتھائی حصے تک فقہ کے وہ اصطلاحی معنی نہیں قرار پائے تھے جو آج مشہور و معروف ہیں بلکہ عملی امور اور احوال میں وہی لوگ فتویٰ دیتے تھے جو ان روایات کے حامل تھے اور جس کا نام انہوں نے علم رکھا تھا اور جن کی وجہ سے وہ لوگوں کو فقہ کا شوق دلاتے تھے یعنی "وہ روایات جو امام مالکؒ نے پورے جوش سے فراہم کی تھیں اور جن کو اپنی کتاب موطأ میں مدون کر دیا تھا۔"

اسی طرح لفظ "رائے" اس زمانے تک حجاز میں ان اصطلاحی معنوں میں مستعمل نہ تھا جو آج کل لیے جاتے ہیں، بلکہ رائے کے معنی تھے "سمجھنا اور خوبی کے ساتھ پالینا" نہ کہ قیاس اور استنباط اور فقہی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

احکام کے استخراج میں عقل کو کام میں لانے کی قوت کا نام۔ امام مالکؒ نے خود تصریح کی ہے کہ رائے سے مراد "میری رائے" نہیں بلکہ ان کے ہاں رائے سے مراد ائمہ سلف کی ایک جماعت کی رائے ہے۔

امام مالکؒ کا قول ہے کہ میں الأمر المجتمع کہتا ہوں تو اس سے مراد وہ قول ہے جس پر اہل علم وفقہ کا بغیر کسی اختلاف کے اجماع ہو اور جب میں الأمر عندنا کہتا ہوں تو اس سے مراد وہ بات ہے جس پر ہمارے ہاں کے لوگوں کا عمل ہو اور جس کے مطابق احکام جاری ہوں اور جن کو عالم و جاہل سب جانتے ہوں۔ جس چیز کے بارے میں بِبَلَدِنَا کہتا ہوں تو اس سے مراد وہ شے ہے جس کو میں اقوالِ علماء میں سے پسند کرتا ہوں نیز ان کا قول ہے کہ "میں اپنے اجتہاد میں اہل مدینہ کے مذہب اور ان کی رائے (اجماع) سے باہر قدم نہیں رکھتا۔"(۳۰)

روایاتِ موطأ (موطأ کے نسخے)

ابو القاسم بن محمد شافعیؒ کا کہنا ہے کہ موطأ کے متعدد نسخے ہیں جن میں گیارہ زیادہ معروف ہیں اور چار ایسے ہیں جو مقبولیت اور شہرت کے بامِ عروج پر پہنچے:

موطأ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی، موطأ ابن بکیر، موطأ ابی مصعب اور موطأ ابن وہب اور جب مطلق موطأ کا نام لیا جائے تو اس سے مراد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت ہی ہوتی ہے۔(۳۱)

موطأ میں روایات کی تعداد:

مجموعی احادیث و آثار	۱۷۲۰
مسند (مرفوع) احادیث	۶۰۰
مرسل	۲۲۲
اقوالِ صحابہ (موقوف)	۶۱۳
اقوالِ تابعین (مقطوع)	۲۸۵ (۳۲)

موطأ کی اہمیت اور مقبولیت

جمہور علما نے طبقاتِ کتبِ حدیث کے اندر طبقہ اولیٰ میں موطأ مالک کو شمار کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبد العزیزؒ نے کتبِ حدیث کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں جن میں موطأ کو طبقہ اولیٰ میں رکھا گیا ہے بلکہ شاہ ولی اللہؒ موطأ کو تمام کتبِ احادیث پر مقدم اور افضل سمجھتے ہیں۔(۳۳)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

موطأ کے بارے میں علماء ومحدثین کی آراء

حافظ ابو زرعہ رازیؒ جو صحیحین (بخاری ومسلم) دونوں ہی سے بخوبی واقف ہیں، ان کو موطأ کی صحت کا اس درجہ یقین ہے کہ فرماتے ہیں:

لو حلف رجل بالطلاق على حديث مالك في الموطأ أنها صحاح لم يحنث

''اگر کوئی شخص اس پر طلاق کا حلف اٹھالے کہ موطأ میں امام مالکؒ نے جو حدیثیں بیان کی ہیں، صحیح ہیں تو وہ حانث (قسم توڑنے والا) نہ ہوگا۔(۳۴)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں

"ما على ظهر الأرض كتاب بعد كتاب الله أصح من كتاب مالك" (۳۵)

''روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد مالکؒ کی کتاب سے بڑھ کے کوئی کتاب صحیح نہیں''

اگرچہ بعض علما کہتے ہیں: إنما قال ذلك قبل وجود كتاب البخاري ومسلم (۳۶)

''امام شافعیؒ کا یہ قول بخاریؒ ومسلمؒ کی کتابوں کے عالم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے۔''

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: إن للموطأ لوقعاً في النفوس ومهابة في القلوب لا يوازيها شيئ (۳۷) بلا شبہ موطأ کی لوگوں میں جو وقعت اور دلوں میں جو ہیبت ہے اسکا کوئی چیز مقابلہ نہیں کرسکتی۔

حافظ ابو جعفر بن زبیر غرناطیؒ نے بھی موطأ کی شان میں اظہارِ خیال کیا ہے (۳۸)

قاضی ابو بکر القبس میں لکھتے ہیں: هذا أول كتاب ألف في شرائع الإسلام (۳۹)

''شرائع اسلام کے بارے میں یہ پہلی کتاب تھی جو تالیف ہوئی''

حضرت سفیان کا قول ہے: أول من صنّف الصحيح مالك والفضل للمتقدم (۴۰)

''سب سے پہلے صحیح احادیث امام مالک نے جمع کی ہیں اور فضیلت پہلے کو ہی ہے''

شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی کا خیال ہے کہ

''موطأ صحیحین کے لیے بمنزلہ ماں کے ہے کیونکہ امام بخاریؒ ومسلمؒ نے اسی سے طریق روایت، تمیز رجال اور استنباط کا علم سیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ موطأ کو صرف حدیث وفقہ کے زر وجواہر پر مشتمل ایک گنجینہ سمجھنا (۴۱) غلط ہے۔ یہ ہماری تہذیب وثقافت کی اولین، مستند ترین اور مکمل ترین دستاویز ہے جو ہم تک پہنچی ہے۔ اس میں جہاں احادیث کو جمع کیا گیا ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عہدِ صحابہ میں زندگی کا چلن کیسا تھا اور اسلام کے مرکز ثانی (مدینہ منورہ) میں جو مرکز انوار نبوت اور مبدأ وحی بھی ہے، اسلام کو کس رنگ میں پیش کیا گیا، کس طرح سمجھا گیا اور اس کے احکام ومسائل کی کیا وہ فقہی شکل تھی جو صحابہ نے اپنائی۔ یعنی یہ دستاویز اس تاریخی اہمیت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کی حامل ہے کہ اس کا تعلق عہدِ نبوی سے بہت قریب کا ہے۔ اس میں چالیس چالیس روایات ایسی ہیں جن میں امام صاحب اور آنحضرت ﷺ کے درمیان صرف دو راویوں کا واسطہ ہے۔ ان روایات کو اصطلاحِ محدثین میں ثنایات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"(۴۲)

قاضی عیاضؒ نے نظم کے اندر موطأ کو احادیث اور صحت کے اعتبار سے اصح اور استدلال واستنباط کے لحاظ سے اثبت بھی کہا ہے:

إذا ذكرت كتب العلوم فحيهل
بكتب الموطأ من تصانيف مالك
أصح أحاديثاً وأثبت حجة
و أوضحها في الفقه نهجاً لسالك
عليه مضى الإجماع من كل أمة
علىٰ رغم خيشوم الحسود المماحك
فعنه فخذ علم الديانة خالصاً
ومنه استفد شرع النبيّ المبارك
وشد به كف الصيانة تهتدي
فمن حاد عنه هالك في الهوالك(۴۳)

جب آپ علوم اسلامیہ کی طرف توجہ کریں تو سب سے پہلے امام مالک کی موطأ کو لیں، جس کی احادیث سب سے صحیح اور قاطع دلائل ہیں، اور واضح فقہی مسائل کا منبع ہیں، ہر تند خو حاسد کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود ہر زمانہ میں اس کی صحت وحجت پر اجماع رہا ہے......

اس سے دین کا علم سیکھو اور نبی ﷺ کی لائی شریعت کے لئے اسی سے فائدہ اٹھاؤ، اور اسے محفوظ کرنے کے لئے مضبوطی سے تھام لیں تو ہدایت پا جاؤ گے، اور جس نے اس سے علیحدگی اختیار کی تو وہ ہلاکت گاہوں میں ہلاکت ہو جائے گا"

موطأ پر بہت لوگوں نے کام کیا ہے، یہاں چند شروح اور اختصارات کے نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ مشارق الانوار از قاضی عیاض: یہ موطأ اور صحیحین کی شرح ہے۔

۲۔ کشف الغطاء عن الموطأ از جلال الدین سیوطی: بڑی مفصل اور جامع شرح ہے۔

۳۔ تنویر الحوالک از علامہ سیوطی ۹۱۱ھ: کشف الغطا کا خلاصہ ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۴۔ القبس از ابن العربی: ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایسی اعلیٰ کتاب نہیں دیکھی۔

۵۔ اَوجز المسالک از محمد زکریا: ۶ جلدوں میں چھپی ہے، حنفی مسلک کی ترجمان ہے۔

۶۔ المنتقی از ابوالولید الباجی ۴۷۴ھ: ابن عبدالبر کی شرح التمہید کا اختصار ہے۔

۷۔ کتاب التمہید از ابن عبدالبر مالکی ۴۶۳ھ: بہت ہی جامع اور مکمل شرح ہے۔

۸۔ شرح زرقانی از محمد زرقانی مالکی: یہ نفیس شرح ہے، اکثر حصہ فتح الباری سے ماخوذ ہے۔

۹۔ المصفیٰ از شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۱۱۷۶ھ: فارسی ترجمہ اور تعلیقات ہیں۔

۱۰۔ المسویٰ از شاہ ولی اللہ دہلویؒ: اپنے مرتبہ نسخے پر عربی تعلیقات ہیں۔

۱۱۔ التعلیق الممجد علیٰ موطأ امام محمد از مولانا عبدالحی لکھنوی: موطأ کی شرح ہے۔

۱۲۔ إضاءة الحالك من الفاظ موطأ مالک از محمد حبیب اللہ شنقیطی:

۱۳۔ دلیل السالك الیٰ موطأ امام مالک از محمد حبیب اللہ شنقیطی:

یہ دونوں کتابیں ۱۳۵۴ھ میں اکٹھی شائع ہو چکی ہیں، ان میں بہت مفید معلومات ہیں۔

موطأ کے دیگر نسخوں کی تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمہ اَوجز المسالک اور التعلیق الممجد اور شاہ عبدالعزیز کی کتاب بُستان المحدثین

اب ہم موطأ سے بعض مثالیں پیش کرتے ہیں:

(۱) مرتد کو (حد کے طور پر) قتل کرنے سے پہلے توبہ طلب کرنے کے سلسلے میں جو کچھ آیا، اس میں امام مالکؒ کے احادیث سے نتیجہ نکالنے کے سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ حدیث ہے: من غيّر دينه فاضربوا عنقه [۴۴] "جس نے اپنا دین بدل دیا، اس کی گردن مار دو۔"

اس حدیث سے جو معنی ہم سمجھ سکتے ہیں (واللہ اعلم) وہ یہ ہے کہ جو شخص اسلام سے دوسرے دین میں چلا گیا جیسے زنادقہ وغیرہ، جب ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کو قتل کر دو اور ان سے توبہ کا مطالبہ نہ کرو، اس لیے کہ یہ لوگ کفر چھپاتے تھے اور اسلام کا اعلان (اظہار) کرتے تھے لہٰذا ان سے توبہ طلب نہ کی جائے، ان کے قول کا بھی اعتبار نہ کیا جائے۔ لیکن جو شخص اسلام سے دوسرے دین کی طرف نکل گیا اور یہ ظاہر ہو گیا تو اس سے توبہ طلب کی جائے، توبہ کر لی تو خیر ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اور من غير دينه میں وہ لوگ شامل نہیں جو نصرانیت سے یہودیت، یہودیت سے نصرانیت کی طرف گئے یا کسی دین کو چھوڑ کر دوسرے دین میں یا اسلام میں داخل ہو گئے بلکہ گردن اڑانے کا حکم صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو دین اسلام سے نکل کر کسی دوسرے دین میں چلا گیا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لہٰذا امام مالکؒ نے اس حدیث سے جو معنی اخذ کیا ہے وہ یہ کہ ''تغیر دین سے مراد اسلام سے دوسرے دین میں نکل جانا ہے اور اس میں دیگر دین مراد نہیں ہیں کہ کوئی شخص ایک دین سے دوسرا دین بدل لے، اور اگر یہ عام ہوتا تو اس شخص پر بھی یہی حکم ہوتا جو شرک سے نکل کر اسلام میں داخل ہوا ہے اور یہ غیر معقول بات ہے۔''

(۲) یہاں ہم یہ مثال پیش کر رہے ہیں کہ امام مالکؒ نے صحابہ کے فتووں اور ان کے فیصلوں سے بھی استفادہ کیا اور انہیں موطأ میں درج کیا ہے۔ مثلاً مرضِ موت میں ہی مریض کے طلاق دینے پر بیوی کی میراث کے سلسلہ میں لکھا ہے ''اگرچہ اس کو طلاق بائن ہو گئی ہو''...... حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنی بیوی کو مرض میں طلاق دے دی تو حضرت عثمانؓ نے اس عورت کو عدت پوری ہونے پر وارث بنایا۔(۴۵) اسی بارے میں امام مالکؒ نے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں اور بیوی کو وارث قرار دیا ہے اگرچہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور دوسرے سے نکاح کر لیا ہو۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو موطأ(۴۶)

(۳) امام مالکؒ نے صغار صحابہ کے اقوال سے بھی استدلال کیا ہے اور اہل مدینہ کے عمل سے بھی اور بچوں کی شہادت کے متعلق بھی اظہار خیال کیا ہے:

"إن عبد الله بن الزبير كان يقضي بشهادة الصبيان فيما بينهم من الجراح"(۴۷)

''عبداللہ بن زبیر بچوں کی شہادت پر فیصلے دیتے تھے جو ان کے آپس کے زخموں (جھگڑوں) سے متعلق ہوں۔''

اس کو اور اجماعِ اہل مدینہ کو بنیاد بنا کر امام مالکؒ کہتے ہیں کہ بچوں کی گواہی آپس کے معاملات کے لیے قابل قبول ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ نے اہل مدینہ کے اجماع اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عمل سے استدلال کیا ہے۔(۴۸)

(۴) اجماعِ اہل مدینہ سے بھی امام مالکؒ نے استدلال کیا ہے اس کے لیے مثال ملاحظہ کیجئے۔ ہمارے ہاں یہ بات متفق علیہ ہے کہ بیٹوں کی موجودگی میں سگے بھائی وارث نہیں ہوں گے اور اگر پوتا موجود ہو تب بھی سگے بھائی قطعی وارث نہیں ہوں گے اور باپ کی موجودگی میں بھی وہ (بھائی) وارث نہیں ہوں گے۔ اگر متوفی کے دادا نہ ہوں اور دادا کی بیٹی یا نواسی ہو وہ (بھائی) بطورِ عصبہ وارث ہوں گے ...... تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: موطأ(۴۹)

اس مسئلہ کے اندر بھی امام مالکؒ صرف اجماعِ اہل مدینہ سے استدلال کرتے ہیں پھر اسی اجماع کی بنیاد پر وہ فروع کے مسائل کو حل کرتے ہیں۔

(۵) امام مالکؒ صحابہ کرامؓ کے فتووں سے استدلال کرتے ہیں اور انہیں بطور استحسان لیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جیساکہ مفقود الخبر خاوند کے بارے میں امام مالک کا موقف ہے۔

حضرت عمرؓ کا فتویٰ ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند گم ہو جائے، معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا ہے تو وہ عورت چار سال تک انتظار کرے۔ اس کے بعد چار سال دس دن کی عدت گزار کر دوسری شادی کر سکتی۔ عدت گزارنے کے بعد اگر اس عورت نے شادی کر لی اور اس خاوند (ثانی) کے ساتھ خلوتِ صحیحہ ہوئی یا نہ ہوئی (دونوں صورتوں میں) پہلے خاوند کو کوئی حق حاصل نہیں۔ ہاں اگر اس عورت کی شادی نہیں ہوئی ہو تو پہلا خاوند اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اس باب میں اور بھی مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

امام مالکؒ نے حضرت عمرؓ کے فتویٰ کی روشنی میں اپنا موقف اپنایا ہے اور امام مالکؒ نے اس بات سے رجوع کیا ہے کہ اگر خاوند سے خلوتِ صحیحہ نہیں ہوئی تو پہلا خاوند ہی حقدار ہوگا۔(۵۰)

ان مثالوں سے واضح ہوا کہ موطأ فقہ کی کتاب بھی ہے اور حدیث کی بھی، لیکن جو احادیث اس میں بیان کی گئی ہیں، اُن کو لانے سے یہ غرض ہے کہ ان سے فقہی مسائل کا استنباط کیا جائے اور ان سے استدلال کیا جائے اور ان کے مقتضا کے موافق احکام و مسائل حل کیے جائیں۔

امام صاحبؒ صرف احادیث پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ صحابہ کرام کے فیصلے کی روشنی میں مسائل حل کرتے ہیں اور اس رائے کو قبول کرتے ہیں جو زیادہ مصالح (مصلحتِ عامہ) کے قریب تر پاتے ہیں اور اس سلسلہ میں اہل مدینہ کے اجماع سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

بہر حال موطأ فقه السنة کے لیے بہترین مجموعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مجموعہ سے استفادہ کرنا فقیہ اور محدث دونوں کے لیے ضروری ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ: ۱۰/۱۷۴
۲۔ محمد ابوزہرہ، امام مالک (اردو ترجمہ): ص ۳۴
۳۔ الاستاذ محمد ابوشہبہ، اعلام المحدثین: ص ۵۲
۴۔ محمد الزرقانی، شرح الزرقانی: مقدمہ ۱/۳
۵۔ محمد الزرقانی، شرح الزرقانی: مقدمہ ۱/۳
۶۔ محمد الزرقانی، شرح الزرقانی: مقدمہ ۱/۳
۷۔ تنویر الحوالک: ۱/۳
۸۔ تنویر الحوالک: ۱/۳
۹۔ النووی، تہذیب الاسماء: ۲/۷۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۱۰۔ تنویر الحوالک: ۱/ ۳...... ۱۱۔ البدایة والنهایة: ۱۰/ ۱۷۴...... ۱۲۔ البدایة والنهایة: ۱۰/ ۱۷۴...... ۱۳۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ: ۱۴۔ شرح الزرقانی: مقدمہ ۱/ ۲، ۳...... ۱۵۔ البدایة والنهایة: ۱۰/ ۱۷۴...... ۱۶۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۸۷...... ۱۷۔ مقدمہ اسعاف الموطأ، ۱/ ۱۸۷...... ۱۸۔ مقدمہ اوجز المسالک:...... ۱۹۔ الزاوی: مناقب مالک، ص ۳۳...... ۲۰۔ محمد ابو شہبہ: اعلام المحدثین، ص ۵۰...... ۲۱۔ ابن عبد البر، الانتقاء، ص ۴۳-۴۴...... ۲۲۔ محمد ابو شہبہ: اعلام المحدثین، ص ۴۷ ...... ۲۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۸/ ۳۷۸...... ۲۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۸/ ۳۷۸ اور ابو شہبہ: اعلام المحدثین، ص ۵۳...... ۲۵۔ موطأ مع شرح الزرقانی، ۱/ ۱۱۸ (طہر الحائض)

۲۶۔ المسوی شرح موطأ مقدمہ، ص ۶

۲۷۔ ابن عبد البر: الانتقاء، ص ۱۶ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۸/ ۳۷۹

۲۸۔ المدارک، ص ۱۶۶

۲۹۔ المدارک، ص ۱۶۶

۳۰۔ ترتیب المدارک، ۱/ ۱۹۴

۳۱۔ قاضی عیاض: ابو شہبہ: اعلام المحدثین، ص ۵۶/ حنیف ندوی: مطالعہ حدیث، ص ۱۹۳

۳۲۔ قاضی عیاض: ابو شہبہ: اعلام المحدثین، ص ۵۷

۳۳۔ مقدمہ المسوی شرح موطأ

۳۴۔ السیوطی: تزیین الممالک (طبع خیریہ - مصر) ص ۴۴

۳۵۔ السیوطی: تزیین الممالک (طبع خیریہ - مصر) ص ۴۳

۳۶۔ مقدمہ ابن الصلاح / تقی الدین: محدثین عظام، ص ۱۰۱

۳۷۔ مقدمہ التعلیق الممجد علی موطأ امام محمد

۳۸۔ تدریب الراوی / قوت المغتذي علی جامع الترمذی، ص ۵

۴۱۔ بستان المحدثین، ص ۲۴

۴۲۔ حنیف ندوی: مطالعہ حدیث، ص ۱۹۳

۴۳۔ مقدمہ شرح الزرقانی، ص ۹

۴۴۔ شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک، ۴/ ۱۴-۱۵

۴۵۔ شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک، ۳/ ۱۹۵

۴۶۔ شرح الزرقانی، ۳/ ۳۹۶

۴۸۔ شرح الزرقانی، ۳، ۳۹۶

۴۹۔ شرح الزرقانی، ۳/ ۱۰۵

۵۰۔ شرح الزرقانی، ۳/ ۱۹۹، ۲۰۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ